خاتم کمال بروجہ کمال ہیں، جس طرح کسی صفت کمال کا سلب اس سے ممکن

اِنَّ الَّذِیْنَ نقص کا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا، اور صفت کا بروجہ کمال ہونا یہ معنی کہ

ماطۂ دائرہ سے خارج نہ ہو

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

سچے خدا کو جھوٹ کا عیب لگانیوالے تمام وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلّدین سب سے اگرچہ وہ اصلا

خبیثہ امکانِ کذب ووقوعِ دروغ خدا کا بے مثال ردّ وابطال اُن کے شبہات واہیہ

باطلہ واوہام عاطلہ کا دفع وازہاق بروجہ کمال اُن پر اُن کی حماقتوں وقباحتوں کو اظہار

خباثتوں نجاستوں کو واضح وآشکار کرنیوالے چھ رسالے

مُسمّٰی بنامِ تاریخی

سُبْحٰنَ السُّبُّوح

عن

عیبِ کذبِ مقبوح

۱۳۰۷

مزق تلبیس ادعائے تقدیس والنیّبۃ الجباریہ علٰی جہالۃ الاخباریہ وپیکانِ جانگداز

برمکذبان بے نیاز ودامانِ باغ سبحن السبوح والقمع المبین لآمال المکذبین

از افادات وافاضات

حضور پرنور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز وتالیفات تلامذہ حضور رحمۃ اللہ القوی

دارالاشاعت جامعہ گنج بخش دربار داتا صاحب لاہور

قیمت ڈھائی روپے

... کتابہ الحق بالحق ...

... وحدہ لا شریک لہ ...

... عبدہ ورسولہ بالحق ارسلہ صدقًا صدقاً صلوات اللہ وسلامہ ...

... حبہ وکل من ینتمی الیہ. وعلینا معہم. وبہم ولہم یا ارحم الراحمین

... آمین. الٰہ الحق آمین قال المصدق لربہ بتوفیقہ العظیم المسبح لہ عن

کل وصف ذمیم: عبد المصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری

البرکاتی البریلوی صدق اللہ تعالیٰ قولہ فی الدنیا والآخرۃ وصدق فیہ ظنہ بالعفو

والمغفرۃ. آمین.

الجواب ـــــ اللّٰہم ہدایۃ الحق والصواب

فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ بحول وقوت رب الارباب اس مختصر جواب موضح صواب ومزیح ارتیاب میں اپنے مولیٰ اجل وعلا کی تسبیح وتقدیس اور اس جناب رفیع وجلال منیع پر جرأت وجسارت واول تقبیح وتفلیس کے لئے کلام کو چار تنزیہوں پر منقسم اور ایک خاتمہ پر مختتم اور بنظر ہدایت عوام وازاحت اوہام ایک ضروری مقدمہ ان پر متقدم کرتا ہے. تنزیہ اوّل میں ائمہ دین وعلمائے معتمدین کے ارشادات مبین جن سے بحمد اللہ شمس وامس کی طرح روشن ومبین کہ کذب الٰہی بالاجماع محال اور اسے قدیم سے ائمہ سنت میں مختلف فیہ ماننا عناد ومکابرہ یا جاہلانہ خیال تنزیہ دوم میں بفضل ربانی دعوے اہل حق پر دلائل نورانی جن سے واضح ہو کہ کذب الٰہی قطعاً مستحیل اور ادعائے امکان باطل وبے دلیل تنزیہ سوم میں امام وہابیہ ومعلم ثانی طائفہ نجدیہ مصنف رسالہ یکروزی کی خدمت گذاری، اور ان حضرت کے اوہام باطلہ وہذیانات عاطلہ کی نازبرداری، کہ یہی صاحب ان حضرات نو کے امام کہن اور ان کے مرجع وملجاء وماخذ ومنتہی انہیں کے سخن تنزیہ چہارم میں جہالات جدیدہ کا علاج کافی اور اس امر حق کا ثبوت وافی کہ مسئلہ قدیمہ خلف وعید اس مزلہ حادثہ سے منزلوں بعید خاتمہ میں جواب مسائل وحکم قائل والحمد للہ مجیب السائل.

مقدمہ

اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق مسلمان کا ایمان ہے کہ مولیٰ سبحانہ

اذاکان الغراب دلیل قوم • سیھدیھم طریق الھالکینا

للہ اپنی حالت پر رحم کرو، قبل اس کے کہ پھر معذرت ربنا ھٰؤلاء الذین اضلونا السبیلا۔ کام نہ آئے، اور لا تختصموا الدی کی غضب جھنجھلاہٹ اذ تبرأ الذی اتبعوا کا رنگ دکھائے ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ۰ فقیر اس تمہید حمید و تمہید رشید کو اپنا شفیع بنا کر مجال مقال میں قدم دھرتا، اور قصہ ٹھنڈے نازک طبعوں، گراں سمعوں، چیں بجبینوں، ناتواں بینوں سے کچھ عرض کرتا ہے ؎

کہتے تو ان سے کہتا ہوں احوال دل نگر • ڈر ہے کہ شانِ ناز پر شکوہ گراں نہ ہو

ایھا القوم! ان حضرت امام اول وہابیت ہندیہ معلم ثانی طوائف نجدیہ کو اپنی اوپچ کا مزہ مقدم تھا، بے باک روی میں اپنے کا عالم تھا، زبان کے آگے بارہ ہل چلتے جب اُبلتے بہہ کیا کسی کے سنبھالے سنبھلتے، جدھر جا نکلے، مسجد ہو یا دیر، لگی رکھنے سے پورا بیر ؎

گہ بت شکنی گاہ بمسجد زنی آتش • از مذہب تو گبر و مسلماں گلہ دارد

اسی لئے حضرت کی ایک کتاب میں جو کفر ہے، دوسری میں ایمان، آج جو ولی ہے کل وہی شیطان ایک آنکھ سے راضی، دوسری سے خفا، ایک پر میں زہر، دوسرے میں شفا، دور کیوں جائیے ایک ہاتھ پر صراط، ایک پر تقویت رکھ لیجئے، ایک دوسری کا رد کردے تو سہی، اب ایک بڑی مصلحت سے جس کے لئے حضرت نے اپنی تصانیف میں بڑے بڑے پانی باندھے اور پیش خویش آہستہ آہستہ سب سامان کر لئے، جسے فقیر نے اپنے مجموعہ مبارکہ **البارقۃ الشارقۃ علٰی مارقۃ المشارقۃ** مجلد سوم[عہ] فتاوائے فقیر مسمّٰی بہ **العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ** میں مفصل و مدلّل بیان کیا، یہ سوجھی کہ وہ مطلب نہ نکلے گا جب تک اللہ تعالٰی کا وجوب صدق باطل نہ ہو۔ لہٰذا رسالہ یکروزی میں امکان کذب کے قائل ہوئے، اور اس بیہودہ دعوے کے ثبوت کو بہزار جان کنی دو ہذیان بیّن البطلان ظاہر کیئے:۔

ہذیان اوّل امام وہابیہ

عہ اب بحمد اللہ تعالٰی وہ بارھویں جلد ہے ۱۲ رضی اللہ عنہ

نامہذب اور قرآن عظیم کا مردود مکذّب **ثانیًا۔ اقول**۔ اس دی ہوش سے پوچھو انسان کو اپنے جھوٹ بولنے پر قدرت ہے۔ یا معاذ اللہ اللہ عزوجل سے بلوانے پر، پھر قدرت بڑھنا تو جب ہوتا کہ اللہ تعالیٰ آدمی سے جھوٹ بلوانے پر قابو نہ رکھتا اپنے کذب پر قادر نہ ہوا۔ تو انسان کو اُس عزیز جلیل کے کذب پر کب قدرت تھی کہ قدرت الٰہی سے اُس کی قدرت زائد ہوگئی ومن لم یجعل اللہ لہٗ نورًا فما لہٗ من نور۔ **ثالثًا** حضرت کو اسی یکروزی میں یہ تسلیم روزی کہ کذب عیب و منقصت ہے، اور بے شک باری عزوجل میں عیب و نقصان آنا محال عقلی، اور ہم اسی رسالہ کے مقدمے میں روشن کر چکے کہ محال پر قدرت ماننا اللہ عزوجل کو سخت عیب لگانا بلکہ اُسکی خدائی سے منکر ہوجانا ہے، حضرات بتدعین کے معلّم شفیق ابلیس خبیث علیہ اللعن نے یہ عجز و قدرت کا نیا شگوفہ ان دہلوی بہادر سے پہلے ان کے مقتدا ابن حزم فاسد العزم فاقد الجزم ظاہری المذہب ردی المشرب کو بھی سکھایا تھا کہ اپنے رب کا ادب و اجلال یکسر پسِ پشت ڈال کتاب الملل والنحل میں بک گیا کہ انہ تعالیٰ قادر ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر لکان عاجزًا یعنی اللہ تعالیٰ اپنے لئے بیٹا بنانے پر قادر ہے۔ کہ قدرت نہ مانو تو عاجز ہوگا + تعالی اللہ عما یقول الظّٰلمون علوا کبیرا

لہ **فائدہ عائدہ ضروری الملاحظہ**۔ ایہا المسلمون بظاہر قدرت بڑھنے کے یہ معنے کہ ایک شے پر اسے قدرت ہے اُسے نہیں، وہ یہ کہ اسے جس شے پر قدرت ہے وہ تو اُس کی قدرت میں بھی داخل، مگر ایک اور چیز اُس کی قدرت سے خارج جو ہرگز اُس کی قدرت میں بھی داخل نہ تھی اسے قدرت بڑھنا کوئی مجنون ہی سمجھے گا یہاں بھی دو چیزیں ہیں ایک کذب انسانی، وہ قدرت انسانی میں مجازاً ہے اور قدرت ربانی میں حقیقتًہ، دوم کذب ربانی، اس پر قدرت انسانی نہ قدرت ربانی، تو انسان کی قدرت کس بات میں معاذ اللہ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت سے بڑھ گئی۔ ہوا یہ کہ ملاجی نے بغایت سفاہت و غباوت کہ تمغائے عامۂ اہل بدعت ہے، یوں خیال کیا کہ انسان کو اپنے کذب پر قدرت ہے اور بعینہ یہی لفظ جناب عزت میں بول کر دیکھا کہ اُسے بھی اپنے کذب پر قدرت چاہئے ورنہ جو چیز مقدور انسان تھی مقدورِ رحمٰن نہ ہوئی، ختم الٰہی کا ثمرہ کہ دونوں جگہ اپنے اپنے کا لفظ دیکھ لیا اور فرق معنے اصلا نہ جانا ایک جگہ اپنے سے مراد انسان ہے، دوسری جگہ ذاتِ رحمٰن جل و علا، پھر جو شے قدرت انسانی میں تھی قدرت ربانی سے کب خارج ہوئی کذٰلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

چھین لینے ان سب باتوں سے متعلق ہو سکے، اس سے بڑھ کر کونسا قصور و فساد و نقصان ہوگا اس تقدیر پر وہ سخت درہمی اور عظیم خرابی لازم آئے گی، جس کے ساتھ نہ عقل رہے نہ نقل، نہ ایمان نہ کفر، اور بعض اشقیائے بد مذہب کو جو یہ امر نہ سوجھا، تو صاف لکھ گیا کہ ایسی بات پر بھی خدا قادر ہے، اب اس بدعتی کا اندھاپن دیکھو، کیونکہ اُسے نہ سوجھیں وہ شناعتیں جو اس بُرے قول پر لازم آئیں گی جن کی طرف وہم کو بھی راستہ نہیں۔ مسلمان انصاف کرے کہ یہ تشنیعین جو علما نے اُس بد مذہب ابن حزم پر کیں، اس بدمشرب عدیم الحزم سے کتنی ہیچ رہیں کذٰلک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم ط واللہ لایھدی کید الخائنین ٥ رابعاً اقول العزۃ للہ، اگر دہلوی ملا کی یہ دلیل سچی ہو، تو دو خدا، دس خدا، ہزار خدا، بے شمار خدا ممکن ہو جائیں، وجہ سُنیئے، جب یہ قرار پایا، کہ آدمی جو کچھ کر سکے، خدا بھی اپنی ذات پاک کے لئے کر سکتا ہے، اور معلوم کہ نکاح کرنا، عورت سے ہم بستر ہونا، اُس کے رحم میں نطفہ پہنچانا قدرت انسانی میں ہے، تو واجب کہ مُلاجی کا موہوم خدا بھی یہ باتیں کر سکے، ورنہ آدمی کی قدرت جو اُس سے بڑھ جائے گی، اور جب اتنا ہو چکا، تو وہ آفتیں جن کے سبب اہل اسلام تخاذ ولد کو محال جانتے تھے، امام وہابیہ نے قطعاً جائز مان لیں، آگے نطفہ ٹھہرنے، اور بچہ ہونے میں کیا زہر گھل گیا ہے، وہ کونسی ذلت و خواری باقی رہی ہے، جس کے باعث انہیں اتنے جھجکنا ہوگا، بلکہ یہاں آکر خدا کا عاجز رہ جانا تو سخت تعجب ہے، کہ یہ تو خاص اپنے ہاتھ کے کام ہیں، جب دنیا بھر میں بزعم مُلاجی[۱] سب کے لئے اُس کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، تو کیا اپنی زوجہ کے بارے میں تھک جائے گا، آخر بچہ نہ ہونا یوں ہوتا ہے، کہ نطفہ استقرار نہ کرے، اور خدا استقرار پر قادر ہے، یا یوں کہ منی ناقابل عقد و انعقاد یا مزاج رحم میں کوئی فساد خلل آسیب مانع اولاد تو جب[۲] خدائی ہے، کیا ان موانع کا ازالہ نہ کر سکے گا بہر حال جب امور یہ

---

[۱] یعنی اہل حق کے نزدیک ان کاموں اور تمام کائنات کا وقوع اُس سچے خدا کی قدرت سے ہے جو کذب و فحش وزن و ولد و ہر عیب و نقصت سے پاک ہے اس خدائے موہوم کی قدرت سے ہونا بزعم مُلاجی ہے ۱۲ س رحمہ اللہ [۲] یعنی جب وہ امور ممکنہ واقع ہو لیے فرض کیجئے کہ خدائے موہوم کی زن کتیم کے عضو مختوم میں معلوم کی رسائی ہولی پھر اگر فساد مزاج منی یا رحم یا فعل آسیب مانع آئے کیا اپنی یا ندھی کی اصلاح نہ کر سکے گا یا دہلی کے حکیموں سے علاج کرائیگا یا قول الجمیل کا گنڈا نہ ملے گا یا کسی گنگوہی پیر کا منتر نہ چلیگا بہر حال بن ہوئے ہرگز نہ ٹلے گا ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ س رحمہ اللہ

سابقہ ممکن ٹھہرے، تو بچہ ہونا قطعاً ممکن، اور خدا کا بچہ خدا ہی ہوگا، قال[1] اللہ تعالیٰ قل ان کان للرحمٰن
ولد فانا اول العٰبدین ہ تو فرما کہ رحمٰن کے لئے کوئی بچہ ہے تو میں سب سے پہلے پوجنے والا ہوں +
تو قطعاً دو خدا کا امکان ہوا، اگرچہ منافی غیرت ہو کر امتناع بالغیر ٹھہرے، اور جب[2] ایک ممکن تو کروڑوں
ممکن کہ قدرت خدا کی انتہا نہیں ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **خامساً** ملّائے دہلی کا
خدائے موہوم کہاں کہاں آدمی کی حرص کریگا، آدمی کھانا کھاتا ہے، پانی پیتا ہے، پاخانہ پھرتا ہے اور
پیشاب کرتا ہے، آدمی قادر ہے، کہ جس چیز کو دیکھنا نہ چاہے آنکھیں بند کرلے، سننا نہ چاہے کانوں
میں انگلیاں دے لے، آدمی قادر ہے، کہ اپنے آپ کو دریا میں ڈبو دے، آگ سے جلا لے، خاک
پر لیٹے، کانٹوں پر لیٹے، رافضی ہوجائے، وہابی بن[3] جائے، مگر ملّائے ملوم کا مولائے موہوم یہ سب
باتیں اپنے لئے کرسکتا ہوگا، ورنہ عاجز ٹھہرے گا، اور کمال قدرت میں آدمی سے گھٹ رہے گا،
اقول غرض خدائی سے ہر طرح ہاتھ دھو بیٹھنا ہے، نہ کرسکا، تو حضرت کے زعم میں عاجز ہوا، اور
عاجز خدا نہیں کرسکا تو ناقص ہوا، ناقص خدا نہیں، محتاج ہوا، محتاج خدا نہیں، ملوث ہوا، ملوث
خدا نہیں، تو شمس وامس کی طرح اظہر و ازہر کہ دہلوی بہادر یہ قول ابتر حقیقۃً انکار خدا کی طرف منجر ما
قدروا اللہ حق قدرہ۔ والعیاذ باللہ من اضلال الشیٰطین مگر سبحٰن ربنا ہمارا سچا خدا

---

[1] حمله السدی علی الظاهر وعلیه عول فی تکملة المفاتیح والبیضاوی والمدارک وارشاد العقل و
غیرها ولاشك انه صحیح صاف لاغبار علیه فای حاجة الی ارتکاب تاویلات بعیدة ۱۲ منه [2] کیا خوب جب
امکان ٹھہرا تو کیا ایک ہی بچہ ہوکر رہ جائیگا خدا مفتری کی زوجہ دلربا ایک مرغی سے بھی گئی گذری جو مہینے میں بیس بیس انڈے
دیتی ہے یہ دن میں لاکھ لاکھ انڈے دیگی اور خداؤں کی پود بڑھ کر بندوں کے بسنے کو جگہ نہ رکھے گی ۱۲ س رحمہ اللہ +
[3] ایک رافضی قادر ہے کہ کسی نجدیہ سے تین دن کے لئے ستائیس لوسول اور نو بلہ جماع پر متعہ کرے، ایک وہابی قادر ہے
کہ اپنی پناہ کو کمشنر دہلی سے چٹھی لے جب حج کو جاتے اہل حرمین سے ڈرے ایک نجدی قادر ہے کہ کُھل چاقو سے اپنی ناک
اڑا لے یا گلا گھونٹ کر اپنا دم نکالے، ایک انبہٹی قادر ہے کہ کسی گنگوہی یا جنگلی کورہی معلم سے سبق پڑھے یا دیوبندی مدرسہ
میں امتحان دے کر دستار فضیلت سر پر لپیٹے، مگر دہلوی ملوم کا خدائے موہوم ان سب باتوں پر قادر ہوگا ولاحول و
لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ س رحمہ اللہ تعالیٰ

کا یہ حاصل بے حاصل کہ عدم کذب اللہ تعالیٰ کے کمالات وصفات مدائح سے ہے اور صفت کمال وقابل مدح یہی ہے کہ متکلم باوجود قدرت بلحاظ مصلحت عیب و آلائش سے بچنے کو کذب سے باز رہے، نہ کہ کذب پر قدرت ہی نہ رکھے، گونگے یا پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا، کہ یہ جھوٹ نہیں بولتا تو لازم کہ کذب الٰہی مقدور وممکن ہو **اقول و باللہ التوفیق** اس ہذیان شدید الطغیان کے شنائع ومفاسد حد شمار سے زائد نگران توسنیوں بدلگامیوں پر جو تازیانے بنگاہ اولین ذہن فقیر میں حاضر ہوئے پیش کش کرتا ہوں وباللہ العصمۃ فی کل حرف وکلمۃ **تازیانہ (۱)** اقول العزۃ للہ والعظمۃ للہ واللہ الذی لا الٰہ الا ھو۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا ہ للہ یہ ظلم شدید وضلال بعید تماشا کردنی کہ جا بجا خود اپنی زبان سے کذب کو عیب ولوث کہتا جاتا ہے، پھر اُسے باری عزوجل کے لئے ممکن بتاتا، اور اللہ کے جھوٹ نہ بولنے کی وجہ یہ ٹھہراتا ہے کہ حکیم ہے اور مصلحت کی رعایت رکھتا ہے لہٰذا ترفعاً عن عیب الکذب وتنزہاً عن التلوث بہ یعنی اس لحاظ سے کہ کہیں عیب ولوث سے آلودہ نہ ہو جاؤں کذب سے بچتا ہے، دیکھو صاف صریح مان لیا کہ باری عزوجل کا عیب دار وملوث ہونا ممکن، وہ چاہے تو ابھی عیبی وملوث بن جائے مگر یہ امر حکمت ومصلحت کے خلاف ہے، اس لئے قصداً پرہیز کرتا ہے تعالی اللہ عما یقولون علواً کبیراً ہ اور خود سرے سے اصل بنائے خودسری دیکھیے، ملائے مقبوح کا یہ املائے مقدوح اس کلام آئمہ کے رد میں ہے، کہ کذب نقص ہے، اور نقص باری تعالےٰ پر محال، اس کے جواب میں فرماتے ہیں، محال بالذات ہونا ہمیں تسلیم نہیں، بلکہ ان دلیلوں (یعنی دونوں ہذیانوں) سے ممکن ہے، تو کیسی صاف روشن تصریح ہے کہ نہ صرف کذب بلکہ ہر عیب و آلائش کا خدا میں آنا ممکن واہ بہادر کیا نیم گردش چشم میں تمام عقائد تنزیہ وتقدیس کی جڑ کاٹ گیا عاجز، جاہل احمق کاہل، اندھا، بہرا، ہکلا، گونگا سب کچھ ہونا ممکن ٹھہرا، کھانا، پینا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، بیمار پڑنا، بچہ جننا، اونگھنا، سونا، بلکہ مرجانا، مر کے پھر پیدا ہونا سب جائز ہو گیا، غرض اصول اسلام کے ہزاروں عقیدے جن پر مسلمانوں کے ہاتھ میں یہی دلیل تھی، کہ مولےٰ عزوجل پر نقص و عیب محال بالذات ہیں، دفعتہً سب باطل وبے دلیل ہو کر رہ گئے، فقیر تنزیہ دوم میں زیر دلیل اول ذکر کر آیا، کہ یہ مسئلہ کیسی عظمت والا اصل دینی تھا، جس پر ہزار ہا مسئلہ ذات وصفات

ٹھہرانا تو مؤلف کے پیشوایان دین کا ہے، مؤلف اس پر افسوس نہیں کرتا" حضرت ذرا گھر کی خبر لیجئے
وہاں مولائی طائفہ عجز و جہل و ظلم و بخل و سفہ و ہزل وغیرہا دنیا بھر کے سب عیوب و نقائص کے
امکان کا ٹھیکہ لے چکے ہیں، پھر بفرض غلط اگر کسی نے ایک جگہ عجز مان بھی لیا، تو تمہارے امام کے
ایمان پر کیا بے جا کیا، ایک امر کہ خدا کے لیے اس کے کروڑ درجہ بدتر ممکن تھا، اس نے اس خرمن سے
ایک خوشہ تسلیم کر لیا، پھر کیا قہر کیا، مگر تمہارا امام جو خدا کے ناقص عیبی ملوث آلا ئشی ہو سکنے پر ایمان
لایا، نہ یہ کہ قابل افسوس نہ خلاف امت ہے، یہ تو تمہارے اعظم پیشوایان دین کی مت ہے معاذ
اللہ اس امام کی بدولت طائفہ بے چارے کی کیا بری گت ہے ثم اقول اس سے بڑھ کر مظلمہ
طائفہ تناقض صریح امام الطائفہ اسی مونھ سے خدا کے لئے عیب و تلوث ممکن مانتا ہے، اسی مونھ
سے کہتا ہے جھوٹ نہ بول سکے، تو قدرت جو گھٹ جائے گی تجی گھٹ جائے گی تو کیا آفت آئیگی
آخر جہاں ہزار عیب ممکن تھے اینہم بر علم بس ہے یہ کہ رب کریم رؤف رحیم عز مجدہ اپنے اضلال
سے اپنی پناہ میں رکھے آمین آمین بجاہ سید الہادین محمدن الصادق الحق المبین صلوٰت
اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین تازیانہ ۲۔ اقول وباللہ التوفیق۔
ایہا المسلمون حاشا یہ نہ جاننا کہ باری عزوجل کا عیوب و نقائص سے ملوث ہونا اس شخص
کے نزدیک صرف ممکن ہی ہے، نہیں نہیں بلکہ یقیناً اُسے بالفعل ناقص جانتا اور کمال حقیقی سے
دُور مانتا ہے، اے مسلمان کمال حقیقی یہ ہے کہ اس صاحب کمال کی نفس ذات مقتضی جملہ کمالات
و منافی جملہ تلوثات ہو، اور قطعاً جو ایسا ہو گا، اُس پہ ہر عیب و نقصان محال ذاتی ہو گا، کہ ذات
سے مقتضائے ذات کا ارتفاع یا ذات و منافی ذات کا اجتماع دونوں قطعاً بدیہی الامتناع اور
بے شک ہم اہل سُنت اپنے رب کو ایسا ہی مانتے ہیں، اور بے شک وہ سچے کمال والا ایسا ہی
ہے اس شخص نے کہ اُس عزیز جلیل پہ عیب و نقصان کا امکان مانا تو قطعاً کمالات کو اُس کا مقتضائے
ذات نہ جانا، تو کمال حقیقی سے بالفعل خالی اور حقیقۃً ناقص و فاقد مرتبۂ عالی ہوا، آج وجہ معلوم

---

[1] وانتظر ما سنلقی علیک ان السفیہ قائل بالامکان الوقوعی بل بالوقوع لا بمجرد الامکان الذاتی ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ [2] ولا تنس ما اشرنا الیہ ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

کر دیکھتے جاؤ کس معتزلی کرامی کو امام جانتے ہو، جو صراحۃً عقائد اجماعیہ اہل سنت وجماعت کو رد کرتا جاتا ہے، پھر نہ کہنا کہ ہم سُنّی ہیں تنبیہ نبیہ حضرت نے صفات کمالیہ باری جل وعلا کا اختیاری ہونا کچھ فقط صفت صدق ہی میں نہ لکھا بلکہ مسئلہ علم الٰہی میں بھی اس کی تصریح کی، کتاب تقویۃ الایمان مسمّٰی بہ تفویۃ الایمان ع برعکس نہند نام زنگی کافور۔ میں صاف لکھ دیا "غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔" حاش للہ، اللہ عزوجل پر صریح بہتان ہے، دیکھو یہاں کھلم کھلا اقرار کر گیا، کہ اللہ تعالےٰ چاہے تو علم حاصل کر لے، چاہے جاہل رہے، شاباش بہادر اچھا ایمان رکھتا ہے خدا پر! اہل سنت کے مذہب میں ازلاً ابداً ہر بات کو جاننا ذات پاک کو لازم ہے نہ کہ وہ کسی کے ارادہ واختیار سے، نہ اُس کا حاصل ہونا یا نائل ہو جانا کسی کے قابو واقتدار میں، پیرو صاحبو! ذرا پیر طائفہ کی بد مذہبیاں گنتے جاؤ، اور اپنے امام معظم کے لئے ہم اہل سُنّت کے امام اعظم ہمام اقدم امام الائمہ سراج الامہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ارشاد واجب الانقیاد کا تحفہ لو، فقہ اکبر میں فرماتے ہیں صفاتہ تعالیٰ فی الازل غیر محدثۃ ولا مخلوقۃ فمن قال انہا مخلوقۃ او محدثۃ او وقف فیہا او شک فیہا فہو کافر باللہ تعالیٰ صفات الٰہی ازلی ہیں، نہ حادث، نہ کسی کے مخلوق، تو جو انہیں مخلوق یا حادث بتلائے یا اُن میں توقف کرے یا شک لائے وہ کافر ہے اور اللہ تعالےٰ کا منکر۔ اقول وجہ اس کی وہی ہے کہ صفات مقتضائے ذات تو اُن کا حادث وقابل فنا ہونا ذات کے حدوث وقابلیت فنا کو مستلزم اور یہ عین انکار ذات ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین تازیانہ ۴۔ اقول وباللہ التوفیق جب صدق الٰہی اختیاری ہوا، اور قرآن عظیم قطعاً اُس کا کلام صادق تو واجب کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا مقتضائے ذات نہ ہو، ورنہ قرآن لازم ذات ہوگا اور صدق لازم قرآن اور لازم لازم لازم اور لازم کا اختیاری ہونا بداہۃً باطل اور باجماع مسلمین جو کچھ ذات ومقتضائے ذات کے سوا ہے سب حادث ومخلوق، تو دلیل قطعی سے ثابت ہوا کہ مولائے وہابیہ پر قرآن عظیم کو مخلوق ماننا لازم، اس بارے میں اگرچہ حضرت عبد اللہ[1] بن مسعود وعبد اللہ[2] بن

---

[1] الشیرازی فی الالقاب والخطیب ومن طریقۃ ابن الجوزی بوجہ آخر ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

[2] ابو نصر السجزی فی الابانۃ عن اصول الدیانۃ ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

وہرگاہ ارادۂ کاذب نماید آوازبند یا زبان ماؤف شود یا کسے دہن او بند یا حلقوم خفہ کند اقول ایسا تو کیا کہوں، جو آپ کی طبع نازک کو بالکل خفہ کند ہاں اتنا کہونگا کہ اب کی تو اچھل کر تارے ہی توڑ لائے، یہ چار نظیریں وہ بے نظیر دی ہیں کہ باید و شاید، او عقل کی پڑیا! جب وہ عظیم تکلم بکذب کرچکا، تو کلام نفسی میں کاذب ہوچکا اگرچہ بوجہ مانع صادر نہ ہوسکا، تو اس کے عدم سے حکم کذب کیونکر رکا، کذب حقیقۃً صفت معانی ہے نہ وصف الفاظ، پھر اس کی مدح کیا معنے قطعاً مذموم ہوگا، بھلا دے کر اگلی نظیروں میں عدم کذب کی صورت تو تھی، یہاں اللہ کی عنایت سے وہ بھی نہ رہی، صریح کذب متحقق وموجود اور عدم کذب کی نظیروں میں معدود، جبھی تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالے جب گمراہ کرتا ہے عقل پہلے لے لیتا ہے والعیاذ باللہ رب العلمین تازیانہ ۲۰۔

قولہ" یا کسے کہ چند قضایائے صادقہ یاد گرفتہ واصلا بر ترکیب قضایائے دیگر قدرت ندارد بناءً علیہ تکلم بکاذب از وصادر نہ گردد" اقول یہ صورت بھی وہی فساد عقل کی ہے، جس میں فقط حفظ صوادق کا شعبدہ بڑھایا مگر کام نہ آیا، قطع نظر اس سے کہ یہ تصویر کیسی، اور ایسے شخص سے حفظ قضایا معقول بھی ہے یا نہیں اولاً انسان مرتبۂ عقل بالملکہ میں بالبداہۃ ترکیب قضایا پر قادر تو سرے سے تصویر ہی باطل اور عقل ہیولانی میں کہ تعقل انطباعی نہیں ہوتا۔ اگر تعقل نسبت خبریہ معقول بھی ہوتا ہم حکایت وقصد افادات قطعاً غیر معقول اور صدق وکذب باعتبار حکایت ہی ہیں، نہ باعتبار مجرد علم، ورنہ معاذ اللہ عالم کو اذب کاذب ٹھہرے، تو یہاں بھی سلب کذب سے ثبوت صدق لازم نہ ہوا، اور وہی فارق پیش آیا ثانیاً جو اصلا کسی قضیہ حتّی قضایائے وہمیہ واحکام شخصیۂ بدیہیۂ حسیّہ پر بھی قادر نہ ہو قطعاً جانین بلکہ حیوانات سے بھی بدتر اور جماد سے ملحق تو اس کا کلام کلام نہ ہوگا، صوت بے صورت ہوگا اور صدق وکذب اولاً بالذات صفت معانی ہے، نہ وصف عبارات، تو بات اگرچہ بایں معنے سچّی ہو کہ سامع اس سے ادراک معنے مطابق للواقع کرے، مگر اس سے اس جمادی آواز کرنے والے کا صدق لازم نہیں کہ معنی متصف بالصدق اس کے نفس سے قائم نہیں، حتّٰی کہ علماء نے کلام مجنون کو بھی خبریت سے خارج کیا۔ اور پر ظاہر کہ صدق وکذب اوصاف خبر ہیں نہ شامل مطلق آواز، مولٰنا بحر العلوم قدس سرہٗ فواتح میں فرماتے ہیں الکلام الصادر عن المجنون لا یکون مقصوداً بالافادۃ فلا یکون

حکایةً عن امرِ حتّٰی یکون خبراً (تنبیہ دائرہ وسائرہ بہ تسفیہ جملہ نظائر) **اقول** ایہا
المسلمون سفیہ جاہل نے حتی الامکان اپنے رب میں راہِ کذب نکالنے کو نو نظیریں دیں، مگر
بحمد اللہ سب بے معنے، ہم نے اس وقت تک اُن کے ردّ میں اس امر پہ بنائے کار رکھی کہ عدم
کذب بنفسہ کمال نہیں جب تک ثبوت کمال پر مبنی نہ ہو اور یہاں ایسا نہیں، اُس کی سزا کو اسی
قدر بس تھا، مگر غور کیجئے تو معاملہ اور بھی بالکل معکوس اور عقل مستشہد کا کاسہ منکوس اور تمام
نظائر ردود رفقاء ہیں یعنی یہاں عدم قدرت علے الکذب کا بربنائے کمال ہونا بالائے طاق اُلٹا
بربنائے عیوب ونقائص ہے، کہیں عدم عقل، کہیں عجز آلات، کہیں لحوق مغلوبی، کہیں عروض
آفات پھر ایسا عدم کذب اگر ہوگا تو مورث ذم ہوگا نہ باعث مدح، یہ وجہ ہے کہ ان صورتوں میں سلب
کذب سے تعریف نہیں کرتے، نہ وہ جاہلانہ وسفیہانہ خیال کہ عیب پر قدرت نہ ہونا مانع کمال،
اب ختم الٰہی کا ثمرہ کہ سفیہ جاہل کو خدا وجماد میں فرق نہ سوجھا، اُس کا عدم کذب اُس کے کمال
عالی یعنی سبوحیت وقدوسیت بلکہ نفس الوہیت سے ناشی، کہ الوہیت اپنی حدذات میں ہر
کمال کی مقتضی اور ہر نقص کی منافی اور ان کا عدم کذب عیوب ونقائص پر مبنی، پھر کسی پرلے
سرے کی کوری یا سینہ زوری کہ عین کمال کو کمال نقص پہ قیاس کرے، اور اینٹوں پتھروں کے
عیوب ونقائص باری جل مجدہ کے ذمے دھرے، جاہل پہ ایسی نظیر دینی لازم تھی جس میں عدم
کذب باآنکہ کمال سے ناشی ہوتا، پھر بھی بحالت عدم امکان مدح نہ سمجھا جاتا دانی لہ ذالک.
اب جو اُس کا حامی بنے سب کو دعوت عام دیجئے، کہ ایسی نظیر ڈھونڈھ کر لاؤ فان لم تفعلوا
ولن تفعلوا الآیہ تنبیہ دوم۔ **اقول**، اس سے زائد قہر یہ ہے کہ اپنا لکھا خود نہیں سمجھتا
نظیریں دے کر بالجملہ کہکر آپ ہی خلاصۂ مطلب یہ نکالتا ہے، کہ عدم کذب اگر بربنائے عجز ہو
تو مورث مدح نہیں معلوم ہوا، کہ ان نظائر میں تحقق عجز وقصور پر مطلع ہے، پھر باری عزوجل کے
عدم کذب کو ان سے ملاتا ہے حالانکہ وہاں عیب ومنقصت پر عدم قدرت زنہار عجز نہیں. بلکہ
عین کمال ومدحت اور معاذ اللہ داخل قدرت ماننا ہی صریح نقص ومذمت یہ تقریر کافی ووافی
طور پر مقدمہ رسالہ ونیز رد ثالث ہذیان اول میں گذری، اور وہیں یہ بھی بیان ہوا کہ عجز جب
ہے جانب فاعل قصور دکھی ہو، جیسے اے سفیہ ان تیری نظیروں میں کہ گنگ وسنگ اپنے

نقصان کے باعث جھوٹ سچ کچھ نہیں بول سکتے، نہ یہ کہ جانب قابل نالائقی ہو کہ تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا، جس طرح جناب باری عزوجل کا کذب وغیرہ تمام عیوب سے منزہ ہونا سے ہرگز کوئی مسلم عاقل عجز گمان نہ کرے گا مگر یارب ابن حزم سا کوئی ضال اجہل یا ان حضرات سا جاہل اضل وباللہ العصمۃ عن مواقع الزلل والحمد للہ الاعز الاجل بحمد اللہ یہ صرف نظائر پر تازیانوں کا دوسرا عشرہ کاملہ تھا، بلکہ خیال کیجیے، تو یہاں تک اسی مسئلہ کے متعلق سفاہات شریفہ پر سات تازیانے اور گزرے۔ تازیانہ اول میں دوسرا ثم اقول جس نے حضرت کا تناقض بتایا، اور دوم وسوم ودہم کے بعد کی تنبیہات اور بستم کا ثانیا، اور اس کے بعد کی دو تنبیہیں، یہ ساتوں جداگانہ تازیانے تھے، تو حقیقۃً عشرہ اولیٰ میں چودہ اور ثانیہ میں تیرہ کل ستائیس تازیانے یہاں تک ہوئے، چلتے وقت کے تین اور لیتے جائیے، کہ تیس کا عدد جو دونوں تنزیہ سابق میں بھی ملحوظ رہا ہے پورا ہو جائے، خصوصاً ان میں ایک تو ایسا شدید کامل جس سے جان بچانی مشکل، جو آپ کا خلاصہ مطلب کھولے، اصل مذہب سر چڑھ کر بولے وباللہ التوفیق و اضافۃ التحقیق **تازیانہ ۲۸**۔ **اقول** وباللہ التوفیق شاطر عیار نے اگرچہ بظاہر اغوائے جہال کو کہ عوام اہل اسلام اپنے رب ذوالجلال والاکرام کے حق میں صریح دشنام سن کر بھڑک نہ جائیں، مطلب دلی کے روئے زشت پر پردہ ڈالنے کو براہ تقیہ کہ روافض سے بڑھ کر اصل اصیل مذہب نجدیہ ہے، یہ کلمات بڑھا دیئے "کہ کذب مذکور آرے منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر ست"۔ مگر اس کے ساتھ ہی جو مذہب خفیہ جوش پر آیا، اور نظیریں دینے کا شوق گرمایا، تو کھلے بندوں علانیہ بتایا کہ کذب الٰہی میں اصلاً امتناع بالغیر کی بو بھی نہیں تھی قطعاً جزماً جائز وقوعی ہے، جس کے وقوع میں استحالہ عقلی درکنار استبعاد عادی کا بھی نام و نشان نہیں، ثبوت لیجئے، اگر اس کے مذہب میں کذب الٰہی ممکن بالذات وممتنع بالغیر ہوتا تو نظیریں وہ دیتا جن میں کذب ممتنع بالذات ہو کہ دیکھو جہاں امتناع ذاتی ہوتا ہے عدم کذب باعث مدح نہیں ہوتا، اور باری عزوجل کے لئے مدح ہے، تو اس کے حق میں امتناع ذاتی نہیں، مگر برخلاف اس کے مثالیں وہ دیں جن میں امتناع ذاتی کا پتا نہیں، مثلاً جس کا مونھ بند کرلیں یا گلا گھونٹ دیں، اور اس وجہ سے وہ جھوٹ نہ بول سکے تو پر ظاہر کہ بولنے پر یقیناً قادر اگر

ڈھلے ہیں یہاں عروس مذہب کے جمالِ مطلب پر پردۂ تقیہ تھا وہاں حضرت بے نقاب چلے ہیں اعتراض تھا کہ اگر حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام اوصاف کمالیہ میں حضور کا شریک من حیث ہو شریک ممکن ہو تو خبر الٰہی کا کذب لازم آئے کہ وہ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور وصف خاتمیت میں شرکت ناممکن، حضرت اس کا ایک جواب یوں دیتے ہیں" بعد

اخبار ممکن ست کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلا منجر بتکذیب

نصے از نصوص نگردد وسلب قرآن مجید بعد انزال ممکن است داخل تحت قدرت الٰہیہ کما قال

اللہ تعالیٰ ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک بہ علینا وکیلا
حاصل یہ کہ امکانِ کذب ماننا تکذیبِ قرآن کو اسی صورت میں مستلزم کہ آیاتِ قرآن محفوظ بھی رہیں، حالانکہ ممکن کہ اللہ تعالےٰ قرآن ہی کو فنا کردے، پھر تکذیب کاہے کی لازم آئے اقول ایھا المؤمنون! دیکھو صاف صریح مان لیا کہ خدا کی بات واقع میں جھوٹی ہو جائے تو ہو جائے اس میں کچھ حرج نہیں، حرج تو اس میں ہے کہ بندے اُسے جھوٹا جانیں، یہ اُسی تقدیر پر ہوگا، کہ آیات باقی رہیں جن کے ذریعے سے ہم جان لیں کہ خدا کی فلانی بات جھوٹی ہوئی، اور جب قرآن ہی محو ہوگیا پھر جھوٹی پڑی، تو کسی کو جھوٹ کی خبر بھی نہ ہوگی تکذیب کون کرے گا، غرض سارا ڈر اس کا ہے کہ بندوں کے سامنے کہیں جھوٹا نہ پڑے واقع میں جھوٹا ہو جائے تو کیا پروا انا للہ وانا الیہ راجعون ○ اے سفیہ ملوم یہ تیرا خدائے موہوم ہوگا جو بندوں کے طعنہ سے ڈر کر جھوٹ سے بچے اور ان سے چرا چھپا بھلا بھلا کر خوب پیٹ بھر کر بولے، ہمارا سچا خدا بالذات ہر عیب ونقصت سے پاک ہے، کہ کذب وغیرہ کسی نقصان کو اس کے سراپردۂ عزت تک بار ممکن نہیں اور جو افعال اس کے ہیں حاشا وہ ان میں کسی سے نہیں ڈرتا یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید ○ اس کی شان ہے اور لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون ○ اس کے جلال عظیم کا بیان لہ الکبریاء فی السمٰوٰت والارض سبحٰنہ وتعالیٰ عما یصفون ○ **تازیانہ ۲۲** ۔ رب جلیل کو خلق کا خوف ماننا حضرت کا قدیمی مسلک ہے، تقویت الایمان میں بھی بحث شفاعت میں فرما گئے" آئین

بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا[1]، کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی

[1] حضرت نے "درگزر نہیں کرسکتا" لکھا تھا اول اول جو تقویت الایمان چھپی اس میں یہ لفظ یوں ہی (باقی صـ۶۸ پر)

ڈھلے ہیں یہاں عروس مذہب کے جمال مطلب پر پردۂ تقیہ تھا وہاں حضرت بے نقاب چلے ہیں اعتراض تھا کہ اگر حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام اوصاف کمالیہ میں حضور کا شریک من حیث ہو شریک ممکن ہو تو خبر الٰہی کا کذب لازم آئے کہ وہ فرماتا ہے ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور وصف خاتمیت میں شرکت ناممکن، حضرت اس کا ایک جواب یوں دیتے ہیں "بعد

اخبار ممکن ست کہ ایشان را فراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلا منجر بتکذیب

نصے از نصوص نگردد وسلب قرآن مجید بعد انزال ممکن است داخل تحت قدرت الٰہیہ کما قال

اللہ تعالیٰ ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک بہ علینا وکیلاہ حاصل یہ کہ امکان کذب ماننا تکذیب قرآن کو اسی صورت میں مستلزم کہ آیات قرآن محفوظ بھی رہیں، حالانکہ ممکن کہ اللہ تعالےٰ قرآن ہی کو فنا کر دے، پھر تکذیب کاہے کی لازم آئے اقول ایھا المؤمنون! دیکھو صاف صریح مان لیا کہ خدا کی بات توقع میں جھوٹی ہو جائے تو ہو جائے اس میں کچھ حرج نہیں، حرج تو اس میں ہے کہ بندے اُسے جھوٹا جانیں، یہ اُسی تقدیر پر ہوگا، کہ آیات باقی رہیں جن کے ذریعے سے ہم جان لیں کہ خدا کی فلانی بات جھوٹی ہوئی، اور جب قرآن ہی محو ہوگیا پھر جھوٹی پڑی، تو کسی کو جھوٹ کی خبر بھی نہ ہوگی تکذیب کون کرے گا، غرض سارا ڈر اس کا ہے کہ بندوں کے سامنے کہیں جھوٹا نہ پڑے واقع میں جھوٹا ہو جائے تو کیا پروا انا للہ وانا الیہ راجعون ہ اے سفیہ ملوم یہ تیرا خدائے موہوم ہوگا جو بندوں کے طعنہ سے ڈر کر جھوٹ سے بچے اور اُن سے چرا چھپا بھلا بھلا کر خوب پیٹ بھر کر بولے، ہمارا سچا خدا بالذات ہر عیب ومنقصت سے پاک ہے، کہ کذب وغیرہ کسی نقصان کو اُس کے سراپردۂ عزت تک بار ممکن نہیں اور جو افعال اُس کے ہیں حاشا وہ اُن میں کسی سے نہیں ڈرتا یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید ہ اُس کی شان ہے اور لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون ہ اُس کے جلال عظیم کا بیان لہ الکبریاء فی السمٰوٰت والارض سبحٰنہ وتعالیٰ عما یصفون ہ **تازیانہ ۳۲** ۔ رب جلیل کو خلق کا خوف ماننا حضرت کا قدیمی مسلک ہے، تفویت الایمان میں بھی بحث شفاعت میں فرما گئے "آئین

بادشاہت کا خیال کرکے بے سبب درگزر نہیں کرتا[1]، کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی

[1] حضرت نے "درگزر نہیں کرسکتا" لکھا تھا اول اول جو تفویت الایمان چھپی اُس میں یہ لفظ یوں ہی (باقی صفحہ ۶۸ پر)

تدر گشت نہ جا دسے" العظمۃ للہ سفیہ جہول نے خدا کو بھی دارا وسکندر یا ہمایوں واکبر سمجھا ہے کہ اپنی
مرضی پوری کرنے کو لوگوں کے لحاظ سے چیلے ڈھونڈھتا ہے الا بعداً للقوم الظّٰلمین ۰ **تازیانہ**
۳۳ ۔ قولہ "سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست" **اقول** اے طرفہ معجون جملہ بدعات قرآن مجید
اللہ عزوجل کی صفت قدیمہ ازلیہ ابدیہ ممتنع الزوال ہے، نہ اس کا وجود اللہ عزوعلا کے ارادہ واختیار
وخلق وایجاد سے نہ اس کا سلب واعدام اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت میں، ورنہ اپنی ذات کریم کو
بھی سلب کر سکے، کہ مقتضائے ذات بے انتفائے ذات منتفی نہیں ہو سکتا۔ **تازیانہ ۳۴۔ قولہ**
"کما قال اللہ تعالیٰ" **اقول** کیا خوب کہاں ذاہب، کہاں مسلوب، مگر آپ کو تحریف معنوی مرغوب
تنبیہ ہیہات یہ گمان نہ کرنا کہ سلب سے مراد قلب سے زوال ہے **اولاً** جس ضرورت سے اس
طرف جائیے وہ حضرت کے بالکل خلاف مذہب کہ یہ شخص صفات باری کو علانیہ مخلوق واختیاری
مانتا ہے، جیسا کہ علم الٰہی وصدق ربانی کے بارے میں اس کی تصریحیں ہم نے اوپر نقل کیں،
اور بے شک جو چیز مخلوق ومقدور ہے اس کی ذات کا سلب بھی ممکن، تو برخلاف مسلک قائل
تاویل قول غلط وباطل **ثانیاً** ہم نے تنزیہ دوم میں بدلائل ثابت کر دیا کہ صدق کو اختیاری ماننے والا
قطعاً قرآن عظیم کو حادث مانتا ہے، اور بے شک ہر حادث قابلِ فنا، پھر اس کے نزدیک فنائے
قرآن یقیناً جائز **ثالثاً** خاص یہاں بھی حضرت کا مطلب اُن کی جاہلانہ نظریں جبھی نکلے گا کہ قرآن
مجید فی نفسہٖ معدوم ہو سکے کہ جب خبر ہی نہ رہی تو کاذب کیا ہو گی ورنہ مجرد سہو ہو جانا ہرگز منافی
کذب نہیں ہو سکتا کما لا یخفی فاعرف **تازیانہ ۳۵ ۔ اقول** بفرض محال اگر سلب قرآن
ممکن بھی ہوتا تاہم جناب سفاہت مآب کا جواب عجاب قطعاً ناصواب، معترض نے لزوم کذب

(بقیہ ص ۶۷) موجود بعد کو مقتدیوں نے سوچ سمجھ کر کہ اس میں تو صراحۃً عجز الٰہی کا اقرار ہے نہیں کر سکتا کو نہیں کرتا
بنادیا مگر اُسے کیا نفع جو لکھ کر مرگیا نہ یہ کوئی دیانت ہوئی کہ خدا سے تو نہ ڈریئے جس نے خدا کو یہ کچھ کہا اُسے امام ہی مانیئے
مگر بندوں کے ڈر سے اس کی حمایت کرنے کو یوں تحریفیں کیجئے، اسی طرح تقویت الایمان کے ابتدائی چھاپوں میں حضور سید
عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ درود کہیں نہ لکھا۔ اب جو نئی چھپی ہیں اُن میں جا بجا صلے اللہ علیہ وسلم
موجود ہے اچھے امام اور اچھے مقتدی، اللہ تعالےٰ شیطان کے پھندوں سے بچائے آمین ۱۲ اس رحمہ اللہ تعالیٰ

مذہب میں عفو بالیقین واقع ہے یا نہیں، اگر ہے تو وہی خلف ہے، اور تم خلف کو اصل کذب سمجھے تو اپنے خدا کو یقیناً کاذب کہہ چکے یا نہیں، حلیہ کی وہ عبارت یہ ہے الدعاء المذکور یستلزم انہ یجوز الخلف فی الوعید وظاھر المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلۃ بدلانہ لا یعد نقصا بل جودا وکرما ولھذا امدح بہ کعب بن زھیر رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم حیث قال ؎

نبئت ان رسول اللہ اوعدنی ⁂ والعفو عند رسول اللہ مأمول

دیکھو صراحۃً طرح بالعفو کو مدح بخلف وعید قرار دیا۔ اسی طرح ختم بحث میں قول ابن نباتہ مصری الحمد للہ الذی اذا وعد وفا واذا اوعد عفا کو اسی باب سے ٹھہرایا، اب بھی وضوح حق میں کچھ باقی رہا۔ یہ دوسرا مقام یاد رکھنے کا ہے کہ تم نے صراحۃً وقوع و وجود کذب الٰہی کو ائمہ اہل سنت کا مذہب جانا اور ایسے کفر شنیع و ارتداد فظیع کو اہل حق کا ایک اختلافی مسئلہ مانا کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار: ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الواحد القہار بالجملہ بحمداللہ بحجج قاہرہ و بینات باہرہ شمس و امس سے زیادہ روشن و ابین ہوگیا کہ علماء جس معنے پر خلف جائز مانتے ہیں حاشا للہ اُسے امکانِ کذب سے اصلا علاقہ نہیں، اُن کے نزدیک خلف بمعنی عدم ایقاع وعید بوجہ تجاوز و کرم ہے، کہ عین عفو یا عفو کا مساوی و لازم، اور یہ معنے نہ صرف جائز بلکہ باجماع اہل سنت بلاشبہ واقع، رہا خلف بمعنے تبدیل قول و تکذیب خبر، جس کے جواز پر امکانِ کذب متفرع ہو سکے، ہرگز اُن علماء کی مردانہ عالم میں کوئی عالم اس کا قائل نہیں۔ بلکہ وہ بالاتفاق یک زبان و یک دل اس سے تبری و تحاشی کامل کرتے، اور کذب الٰہی کے استحالۂ قطعی و امتناع عقلی پر اجماع تام رکھتے ہیں، اوّل سے آخر تک اُن کے تمام کلمات و محاورات و وجوہ مناظرہ و طرق ردّ و اثبات ہزار در ہزار طور سے اس امر پر شاہد عدل و ناطق فصل کما قد ظھر علٰی کل ذی عقل اور امام ابن امیر الحاج نے تو بحمد اللہ یہ امر باتم وجوہ منجلی کر دیا کہ خود جواز خلف کو راجح مان کر اس معنی ناپاک تراشیدۂ مدعی بے باک کی وہ بیخ کنی فرمائی جس کی غرب سے شرق تک خبر آئی۔ یونہی امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں باآنکہ کلام امام ابو عمرو ابن العلاء قائل جواز خلف کی وہ کچھ تائید کی جو اوپر گزر چکی، جب معنی تبدیل کی نوبت آئی، جس پر ان حضرت

تمہاری شریعت مطہرہ کو شرف افضلیت بخشا، تم ناسخ ادیان ہوئے، تمہارے دین متین کا ناسخ کوئی نہ آسکے گا، تم سب سے بلند و برتر رہے، تم سے بالا کوئی ہوا نہ ہوگا۔ اس میں خلف تو ہر طرح بالاجماع محال ہے۔ پھر تمہارے امام کا کیا کام نکلا، اور مخالفت اجماع مسلمین و احداث بدعت ضالہ فی الدین کا داغ کیونکر مٹا؟ ہاں یہ اس کی اور ساتھ لگے تمہاری عقل و دیانت کا کام تمام ہوا، اسے کام نکلنا سمجھ لیجئے چاہے کام ہو جانا قسمت کا بدا کہ دین و دیانت سے یوں کٹی چھنی، اور امام بے چارے کی بات بھی نہ بنی، نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم! حبك الشئ يعمى ويصم ؎

ذلیل و خوار و خراب و خستہ نہ اُس سے ملتے نہ ایسے ہوتے

بہک گئے دینِ حق کا رستہ نہ اُس سے ملتے نہ ایسے ہوتے

صدق القائل ؎

اذا كان الغراب دليل قوم ✽ سيديهم طريق الهالكينا

الحمدللہ یہ بظاہر دس حجج باہرہ اور حقیقۃً اکیس دلائل قاہرہ ہیں کہ حجت رابعہ میں وجہ ۲ و وجہ ۳، حجت سادسہ میں ثانیاً، حجت تاسعہ و عاشرہ دونوں میں ثانیاً ثالثاً رابعاً بالجملہ کے بعد عبارت امام رازی تنبیہ نبیہ میں کلام امام حلبی یہ گیارہ مستقل حجتیں تھیں، انہیں مدعی جدید پر اکیس کوڑے سمجھئے تو بائیسواں تازیانہ یہ تسجیل جلیل کا ہوا، اوپر کے سو ملا کر ایک سو بائیس کوڑے انہیں جمع رکھیئے اور آگے چلیئے کہ سائل کے بقیہ سوال کو اظہار جواب و تحقیق صواب کا انتظار کرتے دیر گزری۔ اب وقت وہ آیا کہ اُدھر عطف عنان کردن اور بیان حکم قائل کے لئے میدان بدیع تحقیق رفیع میں قدم رکھوں واللہ الهادی وولی الایادی والصلاۃ علی حبیبہ سراج المنادی۔

خاتمہ۔ تحقیق حکم قائل میں

اقول وباللہ التوفیق اللھم اغفر تنا الضلال والکفن اجان برادر یہ پوچھتا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ کیسا، اور ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ یہ پوچھ کہ ان امام و ماموم پر ایک جماعت ائمہ کے نزدیک کتنی وجہ سے کفر آتا ہے حاش للہ حاش للہ ہزار ہزار بار حاش للہ!

مَیں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی[1] تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا ہمیں ہمارے نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن وجلی نہ ہو جائے، اور حکم اسلام کے لئے اصلا کوئی ضعیف ساضعیف محل بھی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلٰی مگر یہ کہتا ہوں اور بیشک کہتا ہوں کہ بلاریب ان تابع ومتبوع سب پر ایک گروہ علما کے مذہب میں بوجوہ کثیرہ کفر لازم والعیاذ باللہ ذی الفضل الدائم میرا مقصود اس بیان سے یہ ہے کہ ان عزیزوں کو خواب غفلت سے جگاؤں اور اُن کے اقوال باطلہ کی شناعت ہائلہ اُنہیں جتاؤں کہ او بے پرواہ بکریو کس نیند سورہی ہو گلا دُور پہنچا، سورج ڈھلنے پر آیا، گرگ خونخوار بظاہر دوست بن کر تمہارے کان تھپک رہا ہے کہ ذرا جھٹ پٹا ہو اور اپنا کام کرے جو باؤں میں تمہاری بے جا ہٹ کے باعث اختلاف پڑچکا ہے بہت حکم لگا چکے، کہ یہ بکریاں ہمارے گلّے سے خارج ہیں بھیڑیا کھائے، شیر لے جائے، ہمیں کچھ کام نہیں، اور جنہیں ابھی تک تم پر ترس باقی ہے وہ بھی تمہاری ناشائستہ حرکتوں سے ناراض ہو کر اپنے خاص گلّے میں تمہارا آنا نہیں چاہتے، ہیہات ہیہات اس بیہوشی کی نیند اندھیری رات میں جسے چوپان[عہ] سمجھ رہے ہو واللہ وہ چوپان نہیں خود بھیڑیا ہے کہ ذیابٌ فی ثیاب کے کپڑے پہن کر تمہیں دھوکا دے رہا ہے، پہلے وہ بھی تمہاری طرح اس گلّے کی بکری تھا، حقیقی بھیڑیئے[ع] نے جب سے اُسے شکار کیا اپنے مطلب کا دیکھ کر دھوکے

---

[1] ابھی تک کی قید بحمد اللہ تعالٰے کس قدر مفید وبامعنے واقع ہوئی، ان مدعی جدید یعنی جناب مولوی گنگوہی ونلا انبیٹھی صاحبان مع ذریات کے وہ اقوال ظاہر ہوئے کہ جناب اسمٰعیل دہلوی کو بھی ان کے آگے کفریات بکنے کا موقع نہ رہا، اُس پر تو کفر لازم ہی ہوا تھا ان صاحبوں نے دل کھول کر مونھ بھر کر وہ صریح یقینی قطعی کفر بکے جن پر تمام اکابر علمائے حرمین شریفین نے فتوے دیا کہ جو شخص ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اس کا بیان کتاب مبارک حسام الحرمین وکتاب مبارک تمہید ایمان بآیات قرآن میں مع مواہیر علمائے حرمین شریفین ملاحظہ ہو، ان دونوں کتابوں کا مجموعہ قدیمی کتب خانہ لاہور سے طلب فرمایئے ۱۲ اعجاز الحق قدوسی مصحح

عہ یعنی امام الوہابیہ ۱۲ عہ یعنی شیطان ۱۲

کا خلافتِ حقّہ راشدہ خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حضرت جناب صدیق اکبر وامیر المومنین حضرت جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے انکار کرنا کہ تضلیل جمیع صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی طرف مؤدی اور وہ قطعاً کفر، مگر انہوں نے صراحتہً اس لازم کا اقرار نہ کیا تھا بلکہ اُس سے صاف تحاشی کرتے اور بعض صحابہ یعنی حضرات اہل بیت عظام وغیرہم چند اکابر کرام علے مولٰے ہم وعلیہم الصلاۃ والسلام کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بناتے اور خلافت صدیقی وفاروقی پر اُن کے توافق باطنی سے انکار رکھتے ہیں، اِس قسم کے کفر میں علمائے اہل سنت مختلف ہوگئے جنہوں نے مآل مقال ولازم سخن کی طرف نظر کی حکم کفر فرمایا، اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں بدعت وبدمذہبی وضلالت وگمراہی ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ شفا شریف میں فرماتے ہیں قال بالمآل لما یؤدی الیہ قولہ ویسوقہ الیہ مذھبہ کفرہ لانہم صرحوا عندہ بما ادّی الیہ قولھم ومن لم یراخذھم بمآل قولھم ولا الزمھم بموجب مذھبھم لم یراکفارھم قال لانھم اذا وقعوا علیٰ ھذا قالوا لا نقول بالمآل الذی الزمتموہ لنا ونعتقد نحن وانتم انہ کفر بل نقول ان قولنا لا یؤل الیہ علے مااصلناہ فعلی ھٰذین الماخذین اختلف الناس فی اکفار اھل التاویل والصواب ترک اکفارھم اھ ملخصًا جب یہ امر ممہد ہولیا تواب ان امام د ماموم کے کفریات لزومیہ گنیئے، امام کے کفروں کا تو شمار ہی نہیں، اُس نے تو صرف انہیں چند سطروں میں جو تنزیہ سوم میں اُس سے منقول ہوئیں کفر لزومی کی سات اصلیں طیار کیں، جن میں ہر اصل صدہا کفر کی طرف منجر اور اُس کا مذہب مان کر ہرگز ہرگز ان سے نجات نہ مفر والعیاذ باللہ العلی الاکبر **اصل اوّل** جو کچھ انسان کرسکے خدا اپنی ذاتِ کریم کے لئے کرسکتا ہے ورنہ قدرت انسانی بڑھ جائے گی (دیکھو ہذیان اول) اس اصل کے کفروں کی گنتی نہیں مگر اُسی قدر شمار کروں جو اوپر گن آیا ہوں یقیناً قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے مذہب پر (۱) اُس کا معبود کھانا کھاسکتا ہے (۲) پانی پی سکتا ہے (۳) پاخانہ پھر سکتا ہے (۴) پیشاب کرسکتا ہے (۵) اپنا سمع روک سکتا ہے (۶) بصر روک سکتا ہے (۷) دریا میں ڈوب سکتا ہے (۸) آگ میں جل سکتا ہے (۹) خاک پر لیٹ سکتا ہے (۱۰) کانٹوں پر لیٹ سکتا ہے (۱۱) وہابی ہوسکتا

ہے (۱۲) رافضی بن سکتا ہے (۱۳) اپنا نکاح کر سکتا ہے (۱۴) جماع کر سکتا ہے (۱۵) عورت کے رحم میں اپنا نطفہ پہنچا سکتا ہے (۱۶) اپنا بچہ جنا سکتا ہے (۱۷) نیز اس اصل پہ لازم کہ خدا خدا نہیں (۱۸) ہزاروں کروڑوں خدا ممکن ہیں (۱۹) آیۂ کریمہ واللہ خلقکم وما تعملون ۝ حق نہیں ان سب امور کا ثبوت ہذیان مذکور کے ردوں میں ہدیہ ناظرین ہوا **اصل دوم** خدا کے لئے عیوب و نقائص محال نہیں بلکہ مصلحت کے لئے اُن سے قصداً بچتا ہے (ہذیان دوم) اس اصل کے کفر اصل اول سے صدہا درجے فزوں جس سے لازم کہ اس بے باک کے مذہب ناپاک پہ ۲۰ اہل اسلام کے عامہ عقائد تنزیہ و تقدیس کہ اُن کے نزدیک ضروریات دین سے ہیں سب باطل و بے دلیل (۲۱) اس نامسعود کا وہمی معبود عاجز (۲۲) جاہل (۲۳) احمق (۲۴) کاہل (۲۵) اندھا (۲۶) بہرا (۲۷) ہکلا (۲۸) گونگا سب کچھ ہو سکتا ہے (۲۹) کھانا کھائے (۳۰) پانی پیئے (۳۱) پاخانہ پھرے (۳۲) پیشاب کرے (۳۳) بیمار پڑے (۳۴) بچہ جنے (۳۵) اونگھے (۳۶) سوئے (۳۷) مرجائے (۳۸) مر کر پھر پیدا ہو، سب کچھ روا ہے۔ (۳۹) اللہ کے علم (۴۰) قدرت (۴۱) سمع (۴۲) بصر (۴۳) کلام (۴۴) مشیت وغیرہا صفات کمال کے ازلی ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۴۵ تا ۵۰) ان کے ابدی ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۵۱) اُس کی الوہیت قابل زوال ان سب لزوموں کا بیان تازیانہ اوّل میں گزرا بلکہ (۵۲) خود اس اصل کا ماننا درحقیقت بالفعل اللہ عزوجل کو ناقص جاننا ہے (دیکھو تازیانہ ۲) اور بے شک جو اللہ عزوجل کی طرف نقص کی نسبت کرے قطعاً کافر اعلام بقواطع الاسلام میں ہے من نفی او اثبت ماھو صریح فی النقص کفر الخ **اصل سوم** جن باتوں کی نفی سے خدا کی مدح کی گئی وہ سب خدا کے لئے ممکن ہیں (ہذیان ۲) اس کے کفر بھی بکثرت ہیں قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے طور پر (۵۳) اُس کے معبود کی جورو ہو سکتی ہے (۵۴) بیٹا ہو سکتا ہے (۵۵) بھول سکتا ہے (۵۶) بہک سکتا ہے (۵۷) بعض اشیاء اُس کی ملک سے خارج ہیں الیٰ غیر ذٰلک من الکفریات (دیکھو تازیانہ ۵ تا ۸) **اصل چہارم** صدق الٰہی اختیاری ہے (ھ) اس سے لازم کہ سفیہ کے مذہب پہ (۵۸) قرآن مجید مخلوق ہے جس کے کفر پہ ۲۳ فتوے گزرے (۵۹) اُس کا معبود ازل میں کاذب تھا (۶۰) اب بھی

کاذب ہے (۶۱) کبھی صادق نہیں ہو سکتا (۶۲) قرآن مجید کا جملہ جملہ غلط ہے (۶۳) اللہ مخلوق ہے (۶۴) بلکہ محال ہے الیٰ غیر ذالک وہ کفریات کثیرہ کہ مواضع متعددہ میں جن کا التزام گزرا **اصل پنجم** علم الٰہی اختیاری ہے (تنبیہ بعد تازیانہ ۳) اس پر لازم کہ جاہل کے نزدیک (۶۵) علم الٰہی مخلوق و حادث ہے جس کے کفر پر فتوائے امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ گزرا (۶۶) اللہ تعالےٰ ازل میں جاہل تھا (۶۷) جب چاہے جاہل بن جائے (۶۸) اللہ حادث ہے (۶۹) قابلِ فنا ہے۔ الیٰ غیر ذالک **اصل ششم** کذب الٰہی ممکن ہے، اور ہم ثابت کر آئے کہ اس کا کلام نہ صرف امکان عقلی بلکہ امکان وقوعی بلکہ عدم استبعاد عادی میں نص صریح ہے، اور (۷۰) یہ خود کفر ہے پھر اس تقدیر پر قطعاً یقیناً (۷۱) شریعت سے یکسر امان مرتفع (۷۲) خدا کی خبر سے یقین مندفع (۷۳) اسلام پر وہ مطاعن جن سے جواب ناممکن **اصل ہفتم** (۷۴) اللہ تعالےٰ بندوں سے چھپا چھپا کر بھلا بھلا کر آیات قرآنیہ جھوٹی کر دے تو کچھ حرج نہیں (تازیانہ ۲۱) ہیہات یہ تو اس نے صاف صریح کہا تھا میں متحیر ہوں اسے لزوم میں داخل کروں یا التزام میں پھر اس پر (۷۵) حشر نشر حساب کتاب جنت نار عذاب ثواب کسی چیز پر ایمان نہ رہا کہ ہر خبر میں صاف صریح احتمال نقص باقی، تو یقین کیسا؟ تو ایمان کہاں والعیاذ باللہ رب العلمین۔ ہماری تقریرات سابقہ و تحریرات لاسفہ دیکھنے والا اس امام نجدیہ کے کفریات لزومیہ کو صدہا تک پہنچا سکتا ہے بلکہ جس قدر اوپر مذکور ہوئے وہ بھی یہاں پورے نہ گنے گئے پھر بھی معاذ اللہ چھتّر کفر کیا کم ہیں، پھر یہ تو صرف ایک ہی قول پر ہیں، باقی کفریات تقویۃ الایمان و صراط نامستقیم کی گنتی ہی کیا ہے، پھر وہ اقبالی کفر علاوہ رہے۔ جو ایمان تفویت الایمان پر صراط نامستقیم میں اہلے گہلے پھر رہے ہیں، غرض حضرت کے کفریات لزومیہ و اقبالیہ کی تفصیل کرتے فی کفر ایک نقطہ ان کی قبر پر دیتے جائیے، تو غالباً دم بھر میں ساری قبر کا موتھ کالا ہو جائے۔ یہ اس کی سزا ہے کہ کفر و شرک دھڑی دھڑی کر کے بیچا، محض بلا وجہ سچے مسلمانوں کو کافر مشرک کہا، یہاں تک کہ ان کے طور پر صحابہ تابعین سے لے کر شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز صاحب تک کوئی کفر و شرک سے نہ بچا، گویا حضرت کے نزدیک کفر اموں عام

سے تھا. پھر یہ خود اُس سے بچکر کہاں جاتے کہ کردِ نیافت کما تدین تدان ؎

دیدی کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را ٭ چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

كذالك العذاب ولعذاب الاٰخرة اكبر لو كانوا يعلمون ۝ اللهم احفظ لنا الايمان واعصمنا من شر الشيطٰن بجاه حبيبك محمد سيد الانس والجان صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وعلىٰ اٰله وصحبه وشرف وكرم اٰمين والحمد لله رب العٰلمين ۝ ان امام صاحب پر چالیس بلکہ سو تازیانے اوپر گزرے تھے پچھتر یہ ہوئے کہ ایک جماعت ائمہ کے نزدیک تم پچھتر وجہ سے کافر ہو امام الطائفہ پر ایک ہی قول میں پونے دو سو کوڑے یاد رکھیے اب مقتدی صاحبوں کی طرف چلیے، ان میں دیوبندی تقلید نے تو دیوبندگی یعنی اُس عوام مغوی امام کی پیروی سے قدم آگے نہ بڑھایا یعنی کوئی ایسی نئی بات پیش نہ کی جس پر الزام کفر سے جدید حصہ پاتا، صرف انہیں احکام امام کا ترکہ پایا اور اُس کی باقی خرافات بشدت اہمال قابل التفات اہل علم نہیں، تاہم معرض بیان میں سکوت نامحمود، لہٰذا بطور اجمال تعرض مقصود **قولہ** ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے کبھی جھوٹ بولا نہ بولے **اقول** یہ زبانی اظہار محض بے بنیاد و ناپائیدار کہ جب کذب ممکن بلکہ جائز وقوعی ہوا جیسا کہ تمہارے امام کا مشرب تو ہرگز اس اعتقاد کی طرف کوئی راہ نہیں بلکہ صراحۃً ام تقولون على الله ما لا تعلمون ۝ میں داخل ہوتا ہے، وہ تقریریں کہ فقیر نے دلیل دوم تنزیہ دوم میں حاضر کیں یہاں بنہایت وضوح وانجلا جاری، جنہیں بحمد اللہ اس اظہار باطل کی ذلت و خواری کی

ل تنبیہ ضروری۔ واقف منصب افتا جانتا ہے کہ مفتی سے جس کلام باطل وضلال کی نسبت سوال سائل ہو اُس پر اُس کلام کی شناعتوں کا اظہار قباحتوں کا ایضاح واجب اگرچہ قائل محض عامی و جاہل ہو کہ اتمام جواب و احکام صواب اس پر موقوف، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قائل قابل مخاطبہ ٹھہرا، پس اگر حضرت دیوبندی مثل مدعیان جدید کوئی اکابر و متبوعین طائفہ سے ہیں جب تو اس ردّ بلیغ کا ہدیہ مبارک یا اگر مثل صاحب نسبت براہین قاطعہ نقاب عارض امامت کا منہ ہیں تو خطاب متعدد اور مخاطب واحد، ورنہ کلام فقیر بضرورت افتا محض جانب کلام من حیث ہو کلام معطوف اور خصوص متکلم سے نظر مصروف ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ